سوال

(223) شب زفاف میں ہم بستری اور ہم بستری کی تعداد

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا مرد کو شادی کی رات بیوی سے ہم بستری کرنے کی اجازت ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو خاوند کے لیے کتنی بار مجامعت کرنے کی اجازت ہے ہفتہ میں ایک بار یا اس سے بھی زیادہ؟ نیز گزارش ہے کہ میں جو پوچھنا چاہتا ہوں اس کی تعبیر کے لیے دوسرے کلمات استعمال نہیں کر سکتا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جی ہاں خاوند اور بیوی کے لیے اگر وہ چاہیں تو شب زفاف میں ہم بستری کرنا جائز ہے لیکن شریعت میں اس کی تعداد متعین نہیں کہ کتنی بار ہم بستری کی جائے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ حالات اور لوگوں کی قوت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے اس لیے ایسے کاموں میں شریعت کی عادت نہیں کہ تعداد مقرر کرے۔ البتہ جماع و ہم بستری عورت کا حق ہے جو خاوند پر واجب ہے۔

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ۔

اگر اس کا کوئی عذر نہیں تو وہ (شب زفاف میں) عورت سے ہم بستری کرے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ (المغنی لابن قدامة 30/7)

حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ! کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن میں تو روزہ رکھتے ہو اور ساری رات نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صحیح ہے اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ (بلکہ) روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو نماز بھی پڑھو اور آرام بھی کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری 1975۔ کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ یہ خاوند کے لائق نہیں کہ وہ عبادات میں اتنی کوشش کرے کہ وہ جماع اور کمائی کرنے کے حق سے کمزور ہو جائے۔ اور خاوند پر بیوی کا یہ حق ہے کہ خاوند اس کے پاس رات بسر کرے۔ امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کسی کی بیوی ہو تو اس پر ضروری ہے کہ اگر کوئی عذر نہیں تو وہ چار راتوں میں سے ایک رات اس کے پاس بسر کرے۔ (المغنی لابن قدامة 28/7)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

بیوی کی خواہش کے لحاظ سے خاوند پر ہم بستری واجب ہے جب تک خاوند کا بدن کمزور نہ ہو یا اس وجہ سے اس کی معیشت رک جائے۔ (الاختیارات الفقھا۔ ص246)

شرعی پر مطلوب تو یہ ہے کہ خوند کی ہم بستری کے ذریعے بیوی کو فحاشی اور حرام کام سے بچایا جائے اور ہم بستری بھی بیوی کی خواہش کے مطابق اور اتنی ہو جس سے یہ بچاؤ ہو سکے۔ لہذا اس کے لیے چار ماہ یا اس سے زیادہ یا اس سے زیادہ یا کم مدت مقرر کرنے میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی بلکہ اس میں تو یہ ہونا چاہیے کہ ہم بستری اتنی ہو جتنی کا حق خاوند ادا کر سکے اور بیوی کی جتنی خواہش ہو۔

یہ تو عام حالات اور خاوند کی موجودگی میں ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ رہائش پذیر ہو۔ لیکن اگر وہ سفر یا کسی اور کام مثلاً تجارت وغیرہ کی بنا پر غائب ہے تو اس حالت میں خاوند کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بیوی سے زیادہ مدت تک غائب نہ رہے۔ اور اگر اس کے غائب ہونے کا سبب تمام مسلمانوں کا کوئی منافع ہو مثلاً جہاد فی سبیل اللہ میں نکلا ہو یا مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت پر مامور ہو تو اس پر ضروری ہے کہ چار ماہ کے اندر اندر اپنے گھر واپس آئے تاکہ کچھ وقت اپنے بیوی بچوں میں گزارے اور پھر دوبارہ سرحدوں پر یا جہاد میں چلا جائے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوجیوں اور سرحدی محافظوں کے لیے یہ مقرر کیا تھا کہ وہ اپنی بیویوں سے چار مہینے دور رہیں جب یہ مدت پوری ہو جاتی تو انہیں واپس بلا لیا جاتا اور ان کی جگہ پر دوسروں کو بھیج دیا جاتا تھا۔ (مزید دیکھیں المفصل فی احکام المراۃ تالیف الشیخ یدن 239/7)

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔ (واللہ اعلم) (شیخ محمد المنجد)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح و طلاق

ص286

محدث فتویٰ